بین الاقوامی یوم نسواں اور ھم

منظورالحق منظورکلائیوی

دور حاضر میں دنیا بھر میں بین الاقوامی یوم نسواں کے حوالے مختلف تقاریب کا انعقاد کیا جا کر بلند و بانگ دعوے تو کیے جاتے ہیں کہ عورت کو مرد کے شانا بشانہ چلنے کے حقوق ایک فعال معاشرے کی بنیاد ھے لیکن جب ھم عورتوں کی حقیقی زندگی کے دریچوں سے جھانک کر اس پر نظر ڈالیں تو اسے یہ حقوق دلانے کے علمبر دار ادارے بھی اس فرشتہ صفت صنف پر مظالم کے پہاڑ توڑنے سے گریزاں نظر نہیں آتے

ذرا غور سے سوچیں تو مرد اور عورت کے درمیان ظاہری فرق اسے کمزور بنانے کے بجائے امتیازی حیثیت فراہم کرتا ھے۔ جہاں ایک جانب اسے بچوں کی پیدائش کا ذریعہ بنا کر خالق کائنات نے اسے اپنی صفت خلق میں سے حصہ عنایت فرمایا ھے تو دوسری جانب اولاد کے لئے جنت کا راستہ اس کے قدموں تلے استوار فرمایا ھے۔ جہاں اسے مرد کے مقابلے میں محبت کا گہوارا ھونے میں امتیازی شرف بخشا ھے تو وہاں احسان، صبر، ھمدردی، فرمانبرداری، امتحان، اور عطا کا حصہ بھی مرد کے مقابلے میں کئی درجے زیادہ عطا کیا ھے۔ اس کے اعضاء واحساب کو مرد کے مقابلے بیماریوں سے لڑنے کی زیادہ قوت عطا کی ھے۔ ایک عورت ماں، بہین، بیوی، بیٹی اور بہو کی حیثیت سے کس طرح زندگی کو جنت بنانے کی اہلیت رکھتی ھے اس کے مقابلے میں مرد کی حیثیت ہیچ ھے

بجائے اس کے کہ یہ مردانہ سماج عورت اور مرد کے درمیان حقیقی اور قدرتی خدوخال کے فرق کو تسلیم کر کے اسے اس پیرائے میں سمجھنے اور اس کی قدردانی کرنے کی کوشش کرے اس نے اسے گھر کی دہلیز لانگ کر قلعہ نما حصار سے باہر لا کھڑا کرنے کی تمام تر کوششیں کیں ہیں تا کہ اسے آسانی سے گدوں کی طرح شکار بنایا جاسکے۔ دنیا بھر میں عورت کے حقوق کے علمبر دار حضرات اگر خود اس فیلڈ میں اپنی کارکردگی پر اگر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو ان کے اپنے گھر بھی اس فتنے سے خالی نہیں ھوں گے۔ مرد اور عورت دونوں مل کر ایک خاندان کی ابتدا کا ذریعہ بنتے ہیں اور پھر کبنے، خاندان، محلے، گاؤں اور ریاست کی اکائیوں کی لپیٹ میں آ کر معاشرتی اور سماجی زندگی کی تشکیل ھوتی ھے۔ معاشرے کی بہترین تشکیل کی ذمے داری جہاں پر ایک فعال حکومت کی ھے وہاں ہی مذاہب اور مختلف سماجی جماعتیں بھی اسے بہترین نہج پر استوار کرنے کے لئے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں۔

اسلام دین فطرت ھونے کی وجہ سے ایک طرف عورت کے صنف نازک ھونے کا اعتراف کرتے ھوئے مرد کو اس کا سرپرست اور قوام مقرر کرتا ھے اور دوسری جانب اس کے حقوق کی وکالت کرتے ھوئے امتحان کے زمرے میں اس کے پیچھے فی صد حصے کی وکالت کرتا ھے۔ ایک جانب اسے ترکہ تقسیم میں مرد کے نصف حصہ دینے کی بات کہتا ھے تو دوسری جانب اسے مہر لینے جب کے مرد کو مہر دینے کا مکلف ٹھہراتا ھے اور اس کے نان نفقے کی ذمے داری بھی مرد پر عاید کرتا ھے۔ عورت کو گھر کی ملکہ کی حیثیت سے خاندان کی پرورش اور تربیت کی ذمے داری دیتا ھے تو مرد کے ذمے خاندان امور خارجہ کے ساتھ نبرد آزما ھونے اور حلال کسب معاش کے ذریعے خاندان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی ضرورت پر زور دیتا ھے۔ یہاں ھمیں یہ بات بھی سمجھنی ھوگی کہ اسلام صنعتی تجارت، طبعی خدمات اور مضر اختلاط باہمی مابین نامحرم اجناس سے پرہیز کے ساتھ عورتوں کو کسب معاش کے ذریعے خاندان کے مالی حالات کو درست کرنے کی ترغیب دیتا ھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خدیجہ رضی اللہ انھا کے مال سے تجارت کرنا اور عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ انہ کی بیوی کو اپنے خاوند کو زکاۃ دینے کی ترغیب دینا بھی اس امر پر دلالت کرتا ھے کہ کفالت مرد پر فرض ھے لیکن عورت علیحدہ مال متاع کی وارث ھوسکتی ھے اور وہ مال و متاع اس کا اپنا ھوگا

اسلامی تعلیمات کے خلاف یک مشت تین طلاق دینا جو خاندان کو بکھیرنے کا باعث ھوسکتا ھے یا پھر حیلہ سازی کر کے اپنے کئے کی سزا عورت کے سر مڑنے اور حلالا کی صورت میں عورت کی ناموس کو اپنے فوائد کے پیش نظر تار تار کر دینا مسلمانوں کی ایسی غلطی ھے جسے اسلام کی غلطی مانا جا رہا ھے اور علماء سو کا ایک طبقہ تو اس میں گردن تک ڈوبا ھوا ھے جنہوں نے بظاہر تو اسلام کے علمبر دار ھونے کا چوغا زیب تن فرما لیا ھے تو دوسری جانب اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیر مسلم مقننین سے اسلام کی ایسی خدمت سپریم کورٹ کے اس زمرے میں فیصلے کے ذریعے لی ھے کہ محققین اسلام بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس امر کی طرف اشارہ کرنے سے میرا قطعاً یہ ماننا نہیں کہ طلاق ثلاثہ پر میرا جھکاؤ ایوان سیاست کے مترادف ھے یوں کے باوجود بھی سچائیوں کے اس قانون میں خاندان کی بربادی کے اثرات نمایاں ہیں لیکن یہ بھی ایک صداقت ھے کہ اس میں کئی اچھی چیزوں کے موجود ھونے سے بھی انکار کرنا غلط ھوگا

بین الاقوامی سطح پر عورتوں کو یکسانیت کے دھوکے سے جس پردے کے حصار سے نکال کر عریانیت کی ترغیب دینے کی سازش رچی گئی ھے اس سے مقابلہ صرف اور صرف عورتیں اپنے ضمیر کی تلوار سے کرسکتی ہیں لیکن افسوس کہ ھماری عورتوں کی کثیر تعداد ابھی ان گدوں کو تب تک اپنا ھمدرد سمجھتی ہیں کہ جب تک وہ انھیں خود نوچ نہ کھائیں۔ مزید حد تو یہ ھے کہ آزادی کے نام پر جائز سلسلہ ازدواج کو بتدریج ختم کرنے کی کاوشیں تیزی سے رواج پا رہی ہیں اور اس سے خاندانوں کے انتشار اور تباہی کو یقینی بنانے کی سازش انتہا پر ھے اور اس پر طرہ یہ کہ سن بلوغت کو پہنچتے ہی عورت جس سے چاہے جب اور جہاں چاہے جنسی تعلقات استوار کرلے اس پر قانوناً کوئی گرفت نہ ھوگی اور جب چاہے ایسا کرنے کے بعد کہہ دے کے اس کے ساتھ زبردستی ھوئی ھے یا اسے شادی کا جھانسہ دے کر ایسا کیا گیا ھے تو قانون اس فرد پر عتاب بن کر ٹوٹ پڑے گا۔ اس طرح ایک حساب سے تو عورت کو صرف آزادی نہیں دی گئی بلکہ دوسروں کی آزادی غصب کرنے کا لائسنس بھی دیا گیا ھے لیکن ایسی درندہ صفت عورتوں کی تعداد ہنوز بہت کم دیکھنے کو ملتی ھے۔ دوسری جانب مرد و زن کے اس غیر مناسب اور غیر محکم اختلاط کے سماجی پہلو سے ننیانویں فیصد اثرات عورت کو بیچارگی کی حالت میں برداشت کرنے ھوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عورتیں ہی عورت کے مخالفت کے لئے زیادہ ترصف آراء دکھتی ہیں۔ ایسی صورت میں عورت کو معصوم ھوتے ھوئے بھی وہ جبر و استبداد برداشت کرنا ھوتا ھے جو حقیقی معنوں میں اس کی مجموعی آزادی کے سلب ھونے کی وجہ اور بربادی کا کارن بنتا ھے۔

اسلام عورت کی خواہشات اور دیگر سماجی معاملات کا احترام اس حد تک کرتا ھے کہ عبادات کو بھی اس میں حائل ھونے کی اجازت نہیں دیتا۔ البخاری کی ایک حدیث سے ھم اس بات کو بخوبی سمجھ سکیں گے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ میں (ہجرت کے بعد) بھائی چارہ کرایا تھا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ، ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے گئے۔ تو (ان کی عورت) ام الدرداء رضی اللہ عنہا کو بہت پراگندہ حال میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تمہارے بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں جن کو دنیا کی کوئی حاجت ہی نہیں ہے پھر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ کھانا کھاؤ، انہوں نے کہا کہ میں تو روزے سے ہوں، اس پر سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم خود بھی شریک نہ ہو گے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر وہ کھانے میں شریک ہو گئے (اور روزہ توڑ دیا) رات ہوئی تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عبادت کے لیے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابھی سو جاؤ۔ پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھ جاؤ۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ جان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس لیے ہر حق والے کے حق کو ادا کرنا چاہئے، پھر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا

صحیح البخاری حدیث نمبر 1968

دوسری جانب اسلام دین فطرت ھونے کی وجہ سے اس کے برابر ھونے کی بات کو بھی مسترد کرتا ھے۔ اس ضمن میں ایک حدیث اس طرح سے بیان ھوئی ھے

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھے کے برابر نہیں ہے؟" ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہی تو ان کی عقل کا نقصان ہے۔

صحیح البخاری حدیث نمبر 2658

خلاصہ کلام یہ کہ اگر کوئی مرد اب بھی عورت کے ھمسر ھونے کا مدعی ھو تو ایک بچے کو خود جنم دے، یا پھر ایک بچے کی پرورش کرے، اسے اپنا دودھ پلائے، اس کی تربیت عورت کے برابر کر کے دکھائے تو بات واضح ھو یا پھر یہ بات مان لے عورت کا مقابلہ کرنا مرد کے بس کی بات نہیں اور مقابلہ آرائی سے پرہیز کرے۔ دغابازی کو پس پشت ڈال کر عورت کو اپنی زندگی کی تکمیل کا ذریعہ جانے اور دوسری جانب عورت خالق حقیقی کے سامنے سر بسجود ھو کر اپنی کم ظرفی کا اعتراف کرے اور اپنی ابدی بقا کے لئے برابری کے ڈھول نہ بجائے۔

خواتین کا عالمی دن اور مصری خاتون

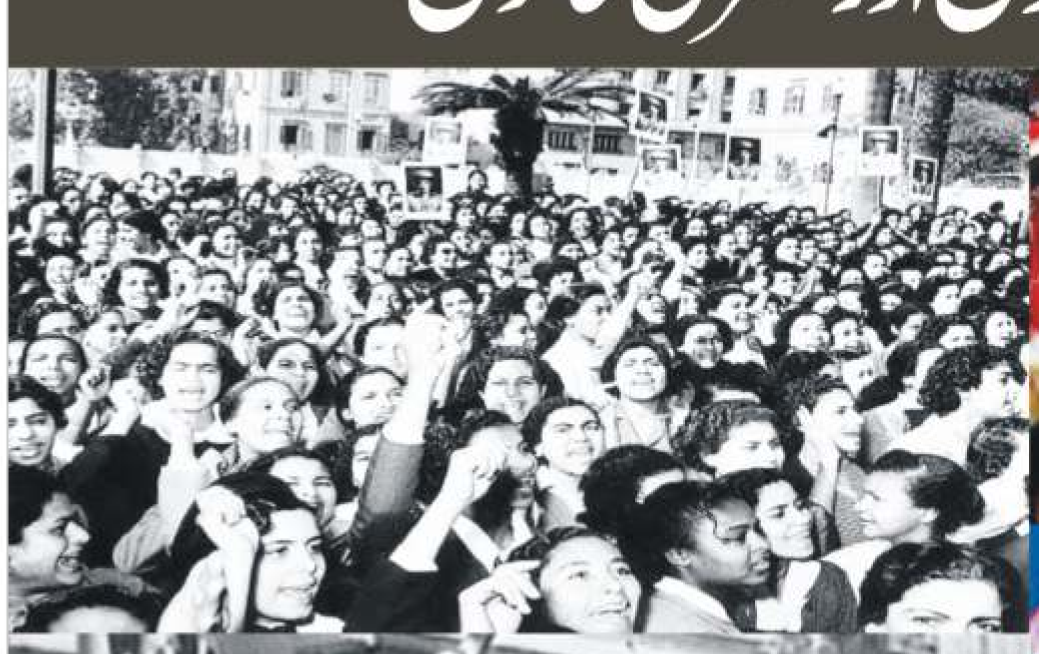

دنیا ہر سال یعنی ۸ر مارچ کو خواتین کا عالمی دن منا رہی ہے اور اس کا مقصد صنفی مساوات کو حاصل کرنا، مختلف شعبوں میں خواتین کو بااختیار بنانا، ان کے خوابوں، ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کو پورا کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کرنا، دنیا بھر کے معاشروں کو خواتین کے مضبوط اور بااثر حالات کی یاد دلانا، ان کی کامیابیوں کا جشن منانا، خواتین کے مسائل پر توجہ دے کر صنفی مساوات کی حمایت کرنا اور خواتین کے موثر کردار کو اجاگر کرنا ہے۔ ہم خواتین کی بہت سی کامیاب مثالیں دیکھتے ہیں، جنھوں نے تعصب اور تفریق کے دقیانوسی تصورات کو توڑا ہے۔ تمام معاملات بالخصوص اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے انہوں نے جو جدو جہد کی ہے، جو قابل تعریف ہے۔ کام کرنے کا حق، تعلیم، صحت، معاشی برابری جیسے شعبوں میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ان کا عزم اور ان کا کردار کمال کا ہے۔

مصر کی تاریخ مختلف شعبوں میں خواتین کے حیرت انگیز کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ عہد قدیم اور قرون وسطی سے لے کر جدید دور تک، مصر کے معاشرے میں بہت سی کامیاب خواتین کی زندگی ایک نمونہ ہے۔ بہت سی باصلاحیت مصری خواتین نے کئی شعبوں میں نمایاں اور باوقار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جیسے ہی انہیں مواقع میسر آئے، انہوں نے اپنے پورے حوصلے اور نہ ختم ہونے والے عزم کے ساتھ اپنی موجودگی کا ثبوت دیا اور مقامی اور بین الاقوامی سطح تعلیم، صحافت، سیاست، ہوا بازی، سائنسی تحقیق وغیرہ شعبوں میں دھوم مچادی۔

۸ر مارچ کو عالمی یوم خواتین کے ساتھ ساتھ مصر میں ہر سال ۱۶ر مارچ کو مصری خواتین کا دن منایا جاتا ہے۔ اس تاریخ کا انتخاب خاص طور پر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ یہ مختلف تاریخی مراحل میں مصری خواتین کی زندگی میں اہم مقامات کی یاد رکھتی ہے، جن میں نوآبادیات کے خلاف ان کی بغاوت، آزادی کے لئے ان کی جدوجہد اور ان کے دو اہم ترین سیاسی حقوق حاصل کرنے کی یاد ہے۔ یہ یوم شہادت ان شہداؤں کی تاریخ ہے جو تقریباً ۱۰۰ر سال قبل انگریزوں کے قبضے کے خلاف لڑائی میں شہید ہوئیں۔ مصری یوم خواتین کی تاریخ ۱۶ر مارچ ۱۹۱۹ء کو شروع ہوئی، جب خواتین نے جدید مصر کی تاریخ میں پہلی بار انگریزی قبضے کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کیا۔ اس کی شروعات حقوق پرست رہنما مسز ہدی شعراوی کی جانب سے انگریزوں کے قبضے کے خلاف خواتین کے مظاہرے کی دعوت سے ہوئی۔ انہوں نے خواتین کے

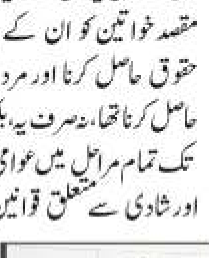

ڈاکٹر ولاء جمال العسیلی

ایک ایسے مظاہرے کی قیادت کی جسے اپنی نوعیت کا پہلا مظاہرہ سمجھا جاتا تھا۔ اس میں ۳۰۰ر سے زائد مصری خواتین نے شرکت کی۔ مظاہروں کے دوران کچھ خواتین وطن کی شہید بن گئیں، اور اس دن سے لڑائی مصری خواتین کے اپنے حقوق اور اپنے ملک کے حقوق کے دفاع کے پیغام کا حصہ بن گئی۔ اس مظاہرے کے ذریعہ انھوں نے پہلی مصری فیڈریشن برائے خواتین کے قیام، خواتین کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے اور سماجی و سیاسی مساوات کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا۔

۱۶ر مارچ ۱۹۲۳ء کو ہدی شعراوی نے مصر میں پہلی خواتین یونین کے قیام کا مطالبہ کیا، جس کا مقصد خواتین کو ان کے سیاسی اور معاشرتی حقوق حاصل کرنا اور مرد کے ساتھ مساوات حاصل کرنا تھا، نہ صرف یہ، بلکہ لڑکیوں کو یونیورسٹی تک تمام مراحل میں عوامی تعلیم حاصل کرنے اور شادی سے متعلق قوانین میں اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے قانون سے مطالبہ کیا کہ وہ شادی، تعلیم اور سیاسی حقوق کے استعمال سے متعلق مصر کے قوانین کو تبدیل کرے۔ ۱۶ر مارچ کا یہ واحد متاثر کن واقعہ نہیں تھا، جس کا مرکزی کردار مصری خاتون تھیں۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۲۸ء کو پہلی لڑکیوں کا گروپ قاہرہ یونیورسٹی میں داخل ہوا۔ کئی خواتین نے تعلیم اور عوامی ملازمت کے حق کو یقینی بنانے کے لئے پیشہ ورانہ شعبوں میں کامیابی حاصل کی ہے۔ پہلی مصری خاتون نے لیسٹر آف رائٹس کی ڈگری حاصل کی اور پہلی مصری اور عرب وکیل کی حیثیت سے منیرہ کا نام ۱۹۲۳ء میں مخلوط عدالتوں کے سامنے وکلاء کی فہرست میں درج کیا گیا۔ ہیلینا سیڈاروس نے طب کے میدان میں کامیابی حاصل کی اور پہلی مصری ڈاکٹر بن گئی۔ خواتین نے سماجی انصاف پر اصرار کیا اور سائنسی طور پر اعلی درجے حاصل کئے۔ ۱۶ر مارچ ۱۹۵۶ء کو مصری خواتین پارلیمنٹ کی رکن بن گئیں۔ مصری آئین نے انہیں امیدوار بننے کی اجازت دی تھی اور انہیں پارلیمنٹ کے انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا حق بھی دیا تھا۔

آج سو سال اور اس سے زیادہ عرصے کے بعد، مصری خواتین تمام شعبوں میں اپنی صلاحیت، قابلیت کی بنیاد پر حقیقی طور پر بااختیار بننے کا ثمر حاصل کر رہی ہیں۔ مصری خواتین اب ایسے اہم عہدوں پر فائز ہو رہی ہیں جو پہلے انھیں میسر نہیں تھے۔ آج کی مصری خواتین کامیابی کی علامت بن چکی ہیں، ان کی رسائی ججوں کے پلیٹ فارم تک ہو چکی ہے۔ خواتین کچھ دن قبل ہی عدلیہ کی اس مسند تک پہنچ گئیں، جو اب تک صرف مردوں کے لئے مخصوص تھی۔ مصر کی تاریخ میں پہلی بار ۵ر مارچ کو جج رضوی حلمی مسند عدالت پر بیٹھیں۔ مصر کی عورت کو اس کامیابی کا سہرا 'اومنیہ جاد اللہ' کے سر باندھا جانا چاہیے، جنہوں نے قانون میں گریجویشن کیا اور بعد میں قانون میں ماسٹر ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ انھوں نے The Platform is Her Right کی شروعات بھی کی اور انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے، لڑکیوں کی حمایت کرنے اور مصری خواتین کی عدلیہ تک رسائی سے روکے جانے کے معاملوں کے حوالے سے امتیازی سلوک کا مقابلہ کرنے کے سلسلے میں بیداری پیدا کی۔ وہ خواتین کے اعلی منصب پر پہنچنے کی پرزور وکالت کرتی رہی ہیں۔ عدالتوں میں خاص طور پر اور معاشرے اور عمومی طور پر خواتین کی ترقی کے معاملوں پر وہ بے حد یقین رکھتی ہیں۔ انھوں نے خواتین کے پسماندہ رہنے اور ریاستی کونسل کے اندر ان کے حقوق دبائے جانے کے معاملات کو پوری طرح مسترد کیا ہے۔ جب کونسل نے ایک خاتون کا بحیثیت جج تقرر کرنے سے انکار کیا تو امنیہ نے ریاستی کونسل میں بطور معاون مندوب مقرر ہونے کی اپنی اہلیت کے حوالے سے ایک مقدمہ دائر کیا۔ جس میں ان کا دعوی تھا کہ تقرری اور ملازمت کی شرائط کے مطابق انھیں بھی ریاستی کونسل میں عدلیہ کے پوڈیم تک پہنچنے کا موقع ملنا چاہیے۔ 'جد اللہ' نے خواتین کی عدلیہ تک رسائی کے حق کے دفاع کے لیے اپنی مہم جاری رکھی، یہاں تک کہ صدر جمہوریہ نے فیصلہ جاری کر دیا اور اب ریاستی کونسل میں ۹۸ر خواتین جج اپنے ساتھی ججوں کے ساتھ بینچ پر بیٹھنے کی حقدار ہوگئی ہیں۔

مصر میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت یہاں ایک خاتون وزیر سیاحت ہے۔ اب تک یہ عہدہ روایتی طور پر مردوں کے ماتحت اور ان کی بالادستی میں رہا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایک خاتون کی قیادت میں اس شعبہ نے بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کی ہیں، انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خواتین دنیا میں تبدیلی لانے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ انھوں نے داخلی اور خارجی طور پر مصر کی بہترین نمائندگی کر کے یہ ثابت کر دیا کہ کوئی بھی چیز ناممکن نہیں ہے۔ انھوں نے تعصب کے سانچے کو توڑنے میں کامیابی حاصل کی اور اس عہدے پر کام کر کے ۲۰۱۹ء میں مصر کی تاریخ میں سیاحت سے ہونے والی آمدنی کے پرانے ریکارڈ توڑ دیئے۔

ان کے علاوہ بہت سی ایسی عظیم مصری خواتین ہیں، جو اپنی پیشہ ورانہ اور ذاتی کامیابیوں کے ذریعے ہر روز صنفی اور جنسی تعصبات کو توڑ رہی ہیں۔ مصری سینیٹ (پارلیمنٹ) میں خواتین کی غیر معمولی موجودگی کے علاوہ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کی شرح ۴۵ر فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ حکومت میں خاتون وزراء کا تناسب ۲۵ر فیصد تک پہنچ گیا۔ یعنی وزراء کا ایک چوتھائی حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ گذشتہ کئی برس کے دوران مختلف ریاستی اداروں میں خواتین نے کی نمائندگی میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ خواتین نے پہلی بار قومی کونسل برائے انسانی حقوق کی صدارت حاصل کی، ریاستی کونسل اور انتظامی پراسیکیوشن میں بھی ان کو اپنی کارکردگی دکھانے کا موقع ملا۔ مرکزی بینک کی پہلی ڈپٹی سربراہ، ڈپٹی گورنر، صدر جمہوریہ کی مشیر برائے قومی سلامتی اور اقتصادی عدالت کی پہلی خاتون صدر ہونے کا شرف بھی مصری خواتین کا حاصل ہو چکا ہے۔ یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ بعض سیاست دانوں نے خواتین کے ساتھ تفریق اور سوتیلے برتاؤ کے خلاف چل رہی خواتین کی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ان کے حقوق کی بازیابی کی راہ ہموار کرنے میں مدد کی ہے۔ انھوں نے خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے کام کیا ہے اور مختلف شعبوں میں خواتین کی صلاحیتوں کا کھل کر اعتراف کیا۔

آخر میں، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ تعصب اور تفریق جو عورت کی ترقی اور اس کے آگے بڑھنے کو مشکل بنائے اس کو مٹا دینا چاہیے۔ چاہے یہ تعصب اور تفریق جان بوجھ کر ہو یا انجانے میں۔ تعصب و تفریق کو توڑنے کے لیے، معاشرے کو سب سے پہلے یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ ناروا سلوک ہے۔ میرے خیال میں خواتین کے ساتھ اختیار کئے جانے والا تعصب ایک سماجی مسئلہ ہونے سے پہلے ایک خاندانی مسئلہ ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ خواتین کے خلاف تعصب سب سے پہلے کنبے اور خاندان سے شروع ہوتا ہے۔ دراصل تعصب اور تفریق کا رواج بہت سے خاندانوں میں فطری معلوم پڑتا ہے، کیونکہ اخلاقی اور روایتی لحاظ سے نسلوں کو یہ تعصب وراثت میں ملتا ہے۔ اس کو ہمارے بچوں، مردوں اور عورتوں کی طرف سے بڑھایا جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر میں کہنا چاہوں گی کہ اس تعصب کو ختم کرنا صرف قانون سازی سے ممکن نہیں ہوسکتا، بلکہ اس کے لئے گھروں، دفتروں، کارخانوں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور ہمارے آس پاس کی جگہوں پر بیداری پیدا کرنا ہوگی، تا کہ اس صنفی اور جنسی تفریق وتعصب کا خاتمہ ہو۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ عورت اور مرد مل کر ایک محفوظ اور مستحکم معاشرہ بناتے ہیں۔

اس بات سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ عورت معاشرے کا نصف حصہ ہے۔ وہی خوشی کا منبع ہے۔ اپنے اردگرد رہنے والوں کے لیے طاقت اور توانائی کی بنیاد ہے۔ اپنے شوہر اور بچوں کے لیے نرمی اور محبت کا سرچشمہ ہے۔ وہ ماں ہے، بیوی ہے، بیٹی ہے اور بہن ہے۔

اسلام عورت کو ممتاز کرنے اور اسے اپنے خاندان میں ایک خاص مقام دینے کا خواہاں ہے۔ ایام جاہلیت میں بھی اسلام نے قبیلوں کے غیر انسانی رسم و رواج کو بدل کر لڑکیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا، جو معاشرہ لڑکیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اس کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ اللہ تعالی نے بھی قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: ترجمہ:"میں تم میں سے عمل کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا، وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہی ہو۔" ایک جگہ اور ارشاد فرمایا گیا: ترجمہ:"جس نے نیک کام کیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی کے ساتھ ضرور زندہ رکھیں گے اور ہم ان کو ان کے نیک کاموں کی ضرور جزا دیں گے۔" آخر میں ہر اس خاتون کو میں سلام پیش کرتی ہوں، جس نے ہمیشہ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ وہ ترقی اور تعمیر میں قوم کی ڈھال اور تلوار ہے۔

وضاحت: اس شمارے میں شامل اشاعت، مضامین، تبصروں وغیرہ سے ادارے کا کلی یا جزوی طور متفق ہونا لازمی نہیں۔۔۔۔ ادارہ
کالم نویس رقلمکار اپنے کالم رمراسلے lazawaljammu@gmail.com پر ارسال کریں